تم کانچ کا پیکر ہو

از

سیدہ ضوباریہ

پاکستانی ویب سائٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تم کانچ کا پیکر ہو

سیدہ ضوباریہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تم کانچ کا پیکر ہو

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز با لکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تا کہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روزکا ایک صفحہ کمپوز کرکے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، تتلی ،ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم ، مینجمنٹ: ایکس ٹو یا وقار سے رابطہ کریں ،

شکریہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کہیں یہ ترک محبت کی ابتدا تو نہیں
وہ مجھ کو یاد کبھی اس قدر نہیں آئے
ابھی ابھی وہ گئے ہیں مگر یہ عالم ہے
بہت دنوں سے وہ جیسے نظر نہیں آئے

مسلسل اپنے چہرے پر نظروں کی حدت محسوس کرنے سے اس کے گوڈی کرتے ہاتھ رک گئے' بالوں کی بے ترتیب لٹوں کو مٹی سے لتھڑے ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہیں بھی کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پتا نہیں کیوں اسے کافی دیر سے وہم سا ہو رہا تھا کہ کوئی اسے دیکھ رہا ہے اب کون ہے... کہاں ہے... یہ سمجھ نہیں آرہا تھا بالآخر وہ اپنا وہم خیال کرکے قدرے مطمئن ہوکر پھر سے کام میں مصروف ہوگئی۔ پورے ہفتے میں واحد اتوار کا دن ہی ہوتا تھا جب ہفتے کے رکے ہوئے تمام کام نمٹاتے ہوئے وہ اپنے ہاتھ سے لگائے پودوں کی کتر پیونت کرنا نہیں بھولتی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کافی دیر تک اپنے پسندیدہ کام میں مصروف رہنے کے بعد جب وہ تھک گئی اور اٹھی تو شام کے پانچ بج رہے تھے' ہاتھ منہ دھو کر وہ لاؤنج میں آئی تو بابا سامنے ہی صوفے پر شام کا اخبار پڑھتے نظر آئے۔ وہ بھی ان کی طرف ہی چلی آئی۔

''السّلام علیکم بابا! اینی نیوز...؟'' وہ ان کے کندھے سے لگ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔ بابا نے پیار سے اپنی بیٹی کو دیکھا اور مسکرائے۔

''نیوز... گڈ یا بیڈ؟''

'اچھی خبر کی توقع اب بھی ہے آپ کو بابا! اب تو ٹی وی آن کریں یا اخبار اٹھالیں بیڈ ہی بیڈ نیوز ہیں ہر طرف' ایسا کیوں ہے بابا؟''

''ایسا اس لیے ہے بابا کی جان کیونکہ ہم میں صبر' تحمل' قناعت اور احساس کا فقدان ہوچکا ہے۔ ہم اس قدر مادیت پرست ہوچکے ہیں کہ قیمتی رشتوں کو بھی دولت کی ہوس میں کھو دیتے ہیں اور افسوس پھر بھی نہیں ہوتا لیکن اب بھی کچھ امید باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس اتنی بڑی کائنات میں اچھائی کے پیامبر ابھی بھی باقی ہیں تو دنیا کا نظام چل رہا ہے ورنہ کب کی یہ دنیا ختم ہوچکی ہوتی۔''

''ٹھیک کہتے ہیں بابا! آج ہم اپنے بُرے کاموں پر فخر کرتے ہیں نیکی کی طرف اول تو جاتے نہیں اگر جائیں تو اس میں خدا کی خوشنودی کا خیال کم اور دنیا دکھاوے کا خیال زیادہ ہوتا ہے پھر بھی اگر یہ دنیا قائم ہے تو یقینا کچھ اچھے لوگ ابھی بھی موجود ہیں۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

''جی بیٹا بس خدائے پاک سب کو نیکی کی توفیق دے اور اب میرا بیٹا انابی سے کہہ کر زبردست سی چائے تو پلائے' بابا بہت تھک گئے ہیں۔'' ان کے لہجے میں اس کے لیے بے پناہ پیار سمٹا ہوا تھا' انہیں اپنی اس پیاری سی حساس سی بیٹی سے بہت محبت تھی۔ وہ بچپن سے ہی ایسی تھی بے پناہ حساس اور خیال رکھنے والی' محبت بانٹنے والی اور کبھی بھی شکایت نہ کرنے والی۔شکوہ تو تب بھی نہیں کیا تھا اس نے جب محض چھ سال کی عمر میں اماں اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلی گئیں۔ پھولے پھولے گلابی گالوں پر آنسوؤں کی لکیریں سی جمی تھیں' میلے سے فراک میں ملبوس منہ بسورتی وہ بابا کے پاس آئی تھی۔ بہت خاموشی سے ان کے بازو کو دبوچے بس وہ ان کی طرف دیکھے گئی۔ اس کے خاموش ہونٹوں میں چھپے تمام الفاظ بنا کہے بابا سمجھ گئے تھے' اس کی آنکھوں میں خوف تھا اس کے سارے خوف بنا کہے جان لینے کے بعد بابا نے اپنی محبتوں کا تمام تر مرکز اسے بنا لیا تھا۔ انہوں نے اس خوب صورت گھر کے درو دیوار کو اس کے لیے مہربان گود بنادیا تھا۔

''دیکھو حیدر بیٹا! پہاڑ سی تد گی باقی ہے تمہاری' رانیہ بھی بہت چھوٹی ہے ایک ماں کی ضرورت اس عمر میں بھلے اسے ہو نہ ہو مگر جیسے جیسے وقت گزرے گا اسے ماں کے سائے کی ضرورت پڑے گی' اپنا نہیں تو اس کا خیال ہی کرلو بیٹا''!

''انابی! آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں کہ جو مشورہ آپ مجھے دے رہی ہیں بھلے سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میرے لیے خوشی کا باعث ہو مگر جس کا نام لے کر آپ یہ مشورہ دے رہی ہیں اس کے لیے اس میں سوائے اذیت کے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ کوئی دوسری عورت کبھی بھی رانیہ کو اس کی ماں جیسا پیار نہیں دے سکتی اور اگر مزید اولاد ہوگئی تو شاید پھر میں بھی رانیہ کو اس کا حق ٹھیک طرح نہ دے پاؤں۔ ماں تو مقدر سے چھن گئی ہے میں اس سے خود کو دور کر کے اپنی بچی کو تنہا نہیں کرنا چاہتا پلیز انابی!" بابا نے دو ٹوک انداز میں انابی کو سمجھایا اور مزید کہنے لگے۔

"اور جہاں تک ماں کی ضرورت کا تعلق ہے تو انابی آپ نے جس طرح ایک ماں کا پیار مجھے دیا یقیناً رانیہ کے لیے بھی آپ کے دامن شفقت میں تھوڑی جگہ ضرور ہو گی۔ آپ نے آج تک اس کا خیال ایک ماں ہی کی طرح رکھا ہے آئندہ بھی میرا نہیں خیال کہ اسے مزید کسی کی ضرورت پڑے گی۔" بابا نے اس طرح بات ختم کی تھی کہ پھر کبھی انابی نے انہیں دوسری شادی کا مشورہ نہیں دیا۔ وقت پَر لگا کر کس طرح اڑا پتا ہی نہ چلا آج رانیہ بی سی ایس فائنل ائیر کی اسٹوڈنٹ تھی۔ بابا کی تمام تر محبت اور انابی کی تربیت کا حسین امتزاج رانیہ حیدر... جو با اعتماد بھی تھی' خوب صورت بھی۔ حساس بھی اور محبت بانٹنے والی بھی' بابا کی بے پناہ محبت نے اسے اعتماد کے سانچے میں ڈھال کر بے حد پُرکشش بنادیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"یار میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ اپنے کیٹین والے چاچا اتنے بدذائقہ سموسے کیوں بناتے ہیں؟" سلمٰی کے خاصے پُرخیال انداز پر رانیہ اور صالحہ اس کی طرف پوری جان سے متوجہ ہوئی تھیں مگر جو بات اس کے منہ سے نکلی وہ ان دونوں کا ہی میٹر گھما گئی تھی۔

"تم اتنی دیر سے یہ بات سوچ رہی تھیں؟" صالحہ نے کوفت بھرے انداز میں پوچھا۔

"کیوں کیا قباحت اس میں' آخر یہ راز بھی تو اہم ہے کہ ایک طویل عرصے سے ہمارے پیٹ اس اذیت کو بھگت رہے ہیں۔"

"تو آپ سے کون دست بستہ عرض گزارتا ہے کہ آپ یہ ثقیل سموسے ضرور کھائیں۔" صالحہ نے چڑ کر کہا۔

"تو جانِ من پھر کیا کھائیں اونٹ کے پائے یا آپ کا بھیجا شریف۔" سلمٰی بھی چڑ گئی۔

"یار تم دونوں بھی کمال ہو یہ کون سی بحث لے کر بیٹھی ہو' مجھے تو مسز جمیلہ جمال کی فکر کھائے جا رہی ہے کہ موصوفہ ایک تو کئی دن چھٹی کے بعد تشریف لائی ہیں اور پھر بھی اچھی طرح یاد ہوتا ہے انہیں کہ کیا کام دے کر گئی تھیں اس عمر میں بھی حافظ قابلِ رشک اور زبان کی تیزی پر تو چھریاں چاقو سب ہی فدا ہیں۔" رانیہ ہاتھ میں پکڑے نوٹس گھاس پر پٹختے ہوئے بولی۔

"اوہو یار قبل از مرگ واویلا کر کے جی نہ جلاؤ وہ اپنی نائمہ بی بی ہیں ناں' ارے وہی ہسٹری پارٹ ون کی چلبلی... سنا ہے آج کل ہیر ہیر نہ آ کھواڑیو گاتی پھرتی ہیں وہ اپنے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

انگلش ڈیپارٹمنٹ کے ہونہار علی یاسر کے لیے۔" سلمٰی نے خاصے راز دارانہ انداز میں اطلاع فراہم کی۔

"یہ لڑکی جس رفتار سے بوائے فرینڈز بدلتی ہے عنقریب خطرہ ہے کہ دنیا سے اس جیسی سوچ رکھنے والے تمام لڑکے اس کے شکار ہو چکے ہوں گے۔" صالحہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

"چھوڑو یار آج کل تو ہر طرف یہی بیماری پھیل چکی ہے۔ میڈیا اور ٹیکنالوجی نے لائف کو کیا فاسٹ کر دیا اخلاقیات کا گراف بالکل ہی گر گیا ہے۔ لڑکیاں ہر فیلڈ میں لڑکوں کا مقابلہ کرتے کرتے بالکل ہی آپے سے باہر ہوگئی ہیں۔ مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے ماڈرن ازم کے نام پر ہم نے اپنے مذہب کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ جدت کی دوڑ میں آگے سے آگے بڑھنے کی خواہش نے ہمارے اندر کے مسلمان کو بالکل ادھ موا کر دیا ہے۔" رانیہ کے لہجے میں تاسف تھا۔

"بس یار خدا امتِ مسلمہ کو نیکی کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اب اٹھ جاؤ وہ سامنے سیڑھیوں پر سے اترتی ہوئی یقینا اپنی مسز جمیلہ ہی ہیں جو تشریف لا چکی ہیں اور مجھ میں ان کا پیریڈ بنک کرنے کی جرأت نہیں ہے۔" سلمٰی کپڑے جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی تو رانیہ اور صالحہ بھی اس کی تقلید میں اٹھ کھڑی ہوئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"انابی...! لوگ اتنے بے حس کیوں ہوتے ہیں؟" کچن میں انابی کے پاس کھڑی وہ بہت معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔ انابی نے چولہے کی آنچ دھیمی کرتے ہوئے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

"رانی بیٹا آپ نے یہ سوال کیوں کیا؟" اس کے سوال کے جواب میں انابی نے پھر سوال کیا۔

"انابی میں دنیا کو دیکھتی ہوں تو مجھے بہت دکھ ہوتا ہے' اللہ پاک کی اتنی خوب صورت دنیا انسان نے اپنی بداعمالیوں سے کتنی بدصورت بنادی ہے ہر طرف ظلم و زیادتی' خود غرضی' لالچ اور صرف اپنی فکر... انابی زندگی اس لیے تو نہیں دی جاتی کہ لوگ آپ کا استحصال کرتے رہیں۔ زندگی کا مقصد تو بہت بلند بہت ارفع ہے۔" اس کی آنکھوں میں اداسی تھی اور لہجہ بجھا ہوا۔

"ہر روز ہزاروں ایسی خبریں نظروں سے گزرتی ہیں جنہیں سن کر پڑھ کر اپنے انسان ہونے پر شرم آتی ہے' انابی ایسا کیوں ہے؟"

"اس دنیا میں صرف بد عمل ہی نہیں ہیں اگر ہر کوئی صرف بگاڑنے پر کمر بستہ ہوجائے تو دنیا بہت جلد ختم ہوجائے مگر ایسا نہیں اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں ایک توازن ہے کچھ بگاڑ پیدا ہوتے ہیں تو انہیں سدھارنے والے بھی لازمی کہیں نہ کہیں موجود ہوتے ہیں۔ تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں' ایک روشن اور ایک تاریک اور میری پیاری رانیہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بیٹا! آپ تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ رہی ہیں۔ انسان کو کبھی بھی خوش امیدی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہر انسان اگر خود سے بہتری کی طرف قدم اٹھانے کی ابتداء کرے تو آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' انابی بہت پیار سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

''انابی! اتنا بگاڑ' اتنا الجھاؤ بھلا کس طرح ٹھیک ہو پائیں گے۔'' رانیہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''میرا بچہ جب تاریکی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو پھر سویرا لازمی ہوتا ہے جب یوں لگے کہ اب تو کچھ بھی اچھا نہیں ہوسکتا' سب کچھ ختم ہوجائے گا تب خداوند کریم ہم خاکی انسانوں میں ہی کچھ ایسے لوگوں کو ودیعت فرما دیتا ہے جو اس اندھیرے میں روشنی کا باعث بن جاتے ہیں۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہیں انابی! مگر میں سوچتی ہوں دنیا کا کوئی ایسا شعبہ نہیں بچا جس میں بے ایمانی نہ ہو۔ آپ کو پتا ہے ہماری کلاس فیلو عائلہ جو ایک بہت بڑے آفیسر کی بیٹی ہے' اس کے ابو پچھلے دنوں پکڑے گئے ایک کروڑ روپے کی رشوت لی ہے انہوں نے۔ انابی صرف ایک بیٹی ہے ان کی' اتنا خرچہ تو نہیں جس کی خاطر ان کو بے ایمانی کرنی پڑے۔ اچھی خاصی تنخواہ ہے ان کی بہت کچھ ہے ان کے پاس خدا کا دیا ہوا' مگر پھر بھی وہ اور زیادہ کی لالچ میں حرام اکٹھا کیے جاتے ہیں۔''

''بیٹا! بے ایمانی اور حرص و ہوس کی کوئی حد نہیں ہوا کرتی' انسان کو ایک بار حرام کھانے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کی عادت ہوجائے تو پھر وہ کم پر قناعت کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ بس ربّ پاک ہمیں حرام حلال کے فرق کو سمجھنے کی توفیق دے اور حرام کے ایک لقمے سے بھی محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر پل یہی دعا کرنی چاہیے کہ وہی سب کو ہدایت دینے والا ہے۔ وہی سیدھا راستہ دکھانے والا ہے بیٹا!'' انابی کچن کا کام سمیٹتے ہوئے ساتھ ہی اسے سمجھا بھی رہی تھیں۔ بابا کچن کے دروازے پر کھڑے دونوں کی گفتگو سن رہے تھے' انہوں نے طمانیت بھری سانس لی اور وہاں سے پلٹ گئے یقینا ان کی بیٹی کی بہترین تربیت کرکے انابی نے ایک ماں ہونے کا صحیح معنوں میں حق ادا کردیا تھا۔ بے شک خدا نے انہیں کم عمری میں بیوہ کردیا اور اولاد کی نعمت سے بھی نہ نوازا تھا مگر ان کے اندر موجود ایک سلجھی ہوئی ماں نے بابا کے بعد رانیہ کو بھی اپنی مہربان آغوش کی گرمی دی تھی اور اپنے اندر کی ساری ایمانداری جیسے گھٹی میں گھول کر پلادی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر پُرآشوب اور نفسا نفسی کے دور میں بھی رانیہ کی فطری معصومیت اپنی مثال آپ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''انابی! مجھے کچھ کتابیں چاہیے' میں ڈرائیور کاکا کے ساتھ مارکیٹ تک جارہی ہوں' آپ کو تو کچھ نہیں منگوانا۔'' سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھتی وہ لاؤنج میں تخت پر بیٹھی انابی کے قریب چلی آئی۔

''نہیں بیٹا مجھے کچھ نہیں چاہیے بس بہت خیال سے جانا۔ باہر جاتی ہو تو دل کو دھڑکا سا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

لگا رہتا ہے جب تک واپس نہیں آجاتی۔ اللہ کی امان میں رہو بیٹا!'' انابی محبت سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

''میری انابی کی ڈھیروں دعائیں' میرے ساتھ رہتی ہیں بھلا پھر کاہے کا ڈر۔ اچھا انابی اللہ حافظ۔'' وہ آگے بڑھ گئی۔ اسٹیشنری مارکیٹ میں خاصا رش تھا' وہ المنیم کا گلاس ڈور کھول کر اندر داخل ہوئی' کتابوں کا ایک جہان آباد تھا گویا دنیا کا بہترین لٹریچر وہاں موجود تھا۔ بلند پایا رائٹرز اور شاعروں کی گرانقدر کتابیں اس قدر خوب صورت انداز میں ڈسپلے تھیں کہ رانیہ نے دل ہی دل میں خاصا سراہا۔ اتنی بڑی شاپ کا مالک جو بھی تھا یقینا بے حد اعلیٰ ذوق کا مالک تھا۔ اس سے پہلے وہ اور کئی دکانوں سے کتابیں خریدتی رہتی تھی پہلی بار اس دکان میں آئی تھی اور اسے بے حد افسوس بھی ہو رہا تھا کہ وہ پہلے کیوں اس طرف نہیں آئی تھی۔ اسے انگلش لٹریچر سے خاص دلچسپی تھی اور تقریباً تمام اچھے انگلش رائٹرز کو پڑھ چکی تھی۔ ایک بار اس کی نظر سے Fourteen Rules Of Love گزری زیادہ عمیق تو نہیں بس سرسری سی ہی پڑھ پائی تھی' اس کہانی کی ایلا کا کردار اس کے ذہن کی اسکرین پر اس طرح روشن ہوگیا تھا کہ بھولتا نہ تھا۔ وہ ایک بار عمیق انداز میں اس ناول کو پھر پڑھنا چاہتی تھی۔ اس نے بغور کتابوں کو دیکھنا شروع کیا' کافی دیر دیکھنے کے باوجود اسے اس کی من پسند کتاب نہیں ملی۔ اس نے کیرن آرمسٹرانگ کی ''خدا کے لیے جنگ'' اور دو مزید کتابیں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اٹھائیں اور کاؤنٹر پر آگئی۔ کاؤنٹر پر موجود صاحب کمپیوٹر پر خاصے مصروف تھے۔

''ایکسکیوز می سر...!'' اس نے اسے متوجہ کیا' سلور فریم کی عینک کے پیچھے سے اس نے جھانکا۔

''سر اگر میں کوئی کتاب منگوانا چاہوں تو کیا آپ منگوا دیں گے؟'' اس نے پوچھا تو وہ قدرے مسکرایا اور اثبات میں سر ہلا کر رائٹنگ پیڈ اور پین اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے Fourteen Rules Of Love by Elif Shafaq لکھا اور اس کی طرف بڑھا دیا اور باقی کتابوں کی ادائیگی کرکے باہر آگئی۔

سیکنڈ سمسٹر کے ایگزام کی تیاری میں وہ کچھ اس طرح مصروف ہوئی کہ کچھ دن تک اسے سوائے کتابوں اور کمپیوٹر کے اور کچھ بھی یاد ہی نہ رہا۔ آخری پیپر دے کر آئی تو خوب لمبی تان کر سوئی۔ شام کو جب اٹھی تو فریش ہوچکی تھی' منہ دھو کر جب باہر آئی تو اپنے پیارے لاڈلے پودوں کی یاد نے آگھیرا۔

''ہائے اللہ وہ تو بے چارے مرجھاگئے ہوں گے' پتا نہیں کسی نے پانی بھی دیا انہیں کے نہیں۔'' وہ بھاگی ہوئی لان میں آئی اور اپنی من پسند کیاری کے قریب نیچے گھاس پر بیٹھ گئی۔ انابی پر اس وقت اسے جی بھر کر پیار آیا تھا کیونکہ اس کی عدم توجہی کے دورانیے میں انابی مسلسل پودوں کا دھیان رکھتی رہی تھیں' انہیں پانی دیتی رہی تھیں اس نے اپنے مومی ہاتھوں سے گلاب اور موتیے کے کھلے ہوئے پھولوں کو نرمی سے چھوا' ان کی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ٹھنڈک آمیز نمی سے اسے عجیب سی فرحت کا احساس ہوا۔ وہ وہیں گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹ کر بیٹھ گئی' سانس کے ذریعے اپنے گرد بکھری بھینی سی مہک کو اپنے اندر اتارتے ہوئے اسے پھر سے احساس ہوا تھا جیسے کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔ اپنے گالوں پر نظروں کی حدت محسوس کرکے اس نے چاروں طرف بہت توجہ سے دیکھا مگر کوئی ذی روح دکھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ کچھ عرصے سے محسوس کررہی تھی کہ جب بھی وہ یہاں آکر بیٹھتی اسے لگتا ہے جیسے وہ ان دیکھی نگاہوں کے حصار میں ہے۔ یہ احساس بہت عجیب سا تھا اچھا نہیں لگتا تھا تو بُرا بھی نہیں لگتا تھا مگر اب تک وہ یہ جان ہی نہ پائی تھی کہ وہ کون ہے جو اسے دیکھتا ہے یا یہ اس کا وہم ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس دن صالحہ کا فون آیا محترمہ نے خاصی بسورتی ہوئی آواز میں اطلاع دی تھی کہ تین دن بعد اس کی منگنی ہونے جارہی ہے اچانک ہی اس کے ابا میاں کے چچیرے بھائی کے بیٹے تشریف لائے اور موصوف نے صالحہ کو پسند بھی کرلیا اور فوراً سے منگنی کا مطالبہ کردیا۔ قسمت کے دھنی تھے کہ ابا میاں انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کی جیوگرافی اچھی طرح جانتے تھے سو اتنے لائق فائق داماد کے مل جانے پر پھولے نہ سماتے ہوئے منگنی کی تاریخ مقرر کر ڈالی۔ اب مس صالحہ کو ساری ٹینشن اپنی ڈریسنگ کی تھی اور اسی خاطر وہ بسور رہی تھی' جانتی تھی کہ اس بُرے وقت میں صرف رانیہ ہی ہے جو اس کی مدد کرسکتی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اوہو یار! تو اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات ہے کہیں تم..." معنی خیزی سے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے رانیہ کھنکاری۔

"ایسا کچھ نہیں ہے نہ میں کہیں انوالو ہوں نہ ہی مستقبل کے لیے میں نے کچھ بھی سوچا ہے۔ ابا میاں کی کسی بھی بات سے مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر تم جانتی ہو نا میں خود سے متعلق کتنی ٹچی ہوں اور یک منگنی اور شادی کا موقع ہی تو ہوتا ہے جس میں انسان کو اچھا لگنے کی زیادہ چاہ ہوتی ہے۔"

"آہم..." رانیہ پھر کھنکاری۔

"بس کرو یار! مجھے مدد چاہیے تمہاری' شام میں کچھ وقت نکال کر میرے ساتھ الفیصل چلو۔"

"آئس کریم کھلاؤ گی؟"

"شوارما بھی کھلاؤں گی' کہو گی تو کے ایف سی کی پوری شاپ تمہارے گھر اسٹاک کروا دوں گی' مگر خدارا اس ٹینشن سے میری جان چھڑواؤ۔" صالحہ کے لیے تو جیسے حیات و موت کا مسئلہ بنا ہوا تھا۔

"اوہولڑکی' چھری تلے دم تو لو' حسین لگنے کے مواقع بہت آئیں گے۔ چلو خیر تم بھی کیا یاد کرو گی شام میں مجھے پک کرلینا میں تیار ملوں گی۔" رانیہ کو آخر کار اس پر ترس آہی گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ٹھیک ساڑھے چار بجے اور ہاں میں اندر نہیں آؤں گی' انابی سے کہہ دینا کہ ان کے پیارے پیارے ہاتھوں کی چائے ادھار رہی' میں ذرا علی انس سے نمٹ لوں پھر سکون سے ان کے ہاتھ کی چائے پئیں گے' بائے۔" صالحہ نے فون رکھ دیا۔ رانیہ مسکرا اٹھی' شام میں اس کے آنے سے پہلے ہی تیار ہو چکی تھی' بابا اور انابی کو بتا کر ان کی اجازت بھی لے چکی تھی۔ جانتی تھی صالحہ وقت کی بہت پابند تھی اور ساڑھے چار کا مطلب واقعی ساڑھے چار ہی تھا اور توقع کے عین مطابق وہ بالکل ٹھیک وقت پر آ پہنچی تھی۔ ہارن کی آواز سن کر اس نے جلدی سے انابی کو خدا حافظ کہہ کر دعائیں لیں اور بھاگتی ہوئی گیٹ سے باہر نکلی بالکل اسی پل ساتھ والے گیٹ سے بھی کوئی عجلت میں باہر نکلا تھا۔ رانیہ نے بلا ارادہ اس کی طرف دیکھا چہرہ کچھ شناسا تھا مگر ٹھیک سے یاد نہیں آ رہا تھا کہ کہاں دیکھا ہے جب کہ مقابل نے بس ایک توجہ بھری نگاہ اس پر ڈالی تو اس کی آنکھیں جیسے لو دینے لگی تھیں' ہونٹ مسکرا اٹھے۔ اس نے اسے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا اور جس تیزی سے گیٹ سے نکلا تھا اس سے دگنی رفتار سے واپس مڑ گیا' رانیہ حیران پریشان بس دیکھتی ہی رہ گئی۔

"اب چل پڑو' ایسی بھی حسین صورت نہیں تھی یار کہ فریفتہ ہو کر سکتہ زدہ ہو گئی ہو۔" صالحہ کی کراری آواز نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"لاحول ولا... جب بھی منہ کھولتی ہو اول فول ہی نکالتی ہو میں تو علی انس پر حیران ہوں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کہ اسے تم میں آخر کیا پسند آ گیا۔" رانیہ نے بھی دانت کچکچائے۔

"اب اگر شہزادی رانیہ صاحبہ ہماری شان میں قصیدہ پڑھ چکی ہوں تو تشریف لائیں گی۔ الفیصل والے میرے چچا کے بچے نہیں ہیں جو ہمارے انتظار میں رہیں گے' کل ہی میں نے انہیں فون کر کے کچھ ڈریسز روک دینے کو کہا تھا دیر ہو گئی تو کوئی نہ کوئی خرید لے گا' ہم منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔"

"صالحہ اس نے مجھے رکنے کا اشارہ کیا تھا' ایٹی کیٹس کے خلاف ہے اگر ہم چلے جائیں۔" رانیہ کی بات سن کر صالحہ کو اس کی دماغی صورت حال پر کچھ شک سا گزرا۔

"تم جانتی ہو یہ کون صاحب تھے؟" صالحہ نے پوچھا۔

"نہیں"...

"ہیں... یعنی کہ تم جانتی نہیں پھر بھی موصوف نے رکنے کا اشارہ کیا اور تم رک گئیں۔ او بی بی! کچھ ہوش کے ناخن لو زمانہ کس طرف جا رہا ہے اور تم کہاں کھڑی ہو۔ یہ دور ایٹی کیٹس کا نہیں رہا۔" صالحہ جھنجلا کر ابھی مزید کچھ کہنے ہی والی تھی کہ گیٹ کھلا اور وہی موصوف باہر نکلتے دکھائی دیئے۔ اس نے جبراً اپنے منہ میں آئی بات کو حلق میں ہی گھوٹ لیا۔ وہ جو کوئی بھی تھا خاصا باوقار تھا خاص طور پر اسپیکٹیکل کے پیچھے سے جھانکتی اس کی بڑی بڑی ذہین آنکھیں خاصی متاثر کن تھیں۔ اس نے حیران کھڑی رانیہ کے ہاتھ پر کوئی چیز رکھی' ماتھے تک ہاتھ لے جا کر جیسے سلام کا اشارہ کیا اور مخالف سمت میں کھڑی اپنی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

رانیہ جب صالحہ کے قریب آ کر بیٹھی تو اس شخص سے متعلق شناسائی کی گتھی سلجھ چکی تھی اس نے اپنے ہاتھ میں دبی Fourteen Rules Of Love کو ایک نظر دیکھا اور مسکرادی' گاڑی چل پڑی مگر خاموشی رہی جو زیادہ دیر تک صالحہ سے برداشت نہ ہوپائی۔

"اب کوئی مجھے کچھ بتائے گا! یہ سب کیا تھا؟" صالحہ نے حیرت سے مسکراتی رانیہ کو دیکھا۔

"اوہو یار! ایک ڈیڑھ ماہ پہلے میں اسٹیشنری مارکیٹ گئی تھی کچھ کتابیں لینے۔ میں نے اس دکان کے مالک کو اس کتاب کا نام لکھ کر دیا تھا کہ مجھے منگوادیں۔ مجھے پتا نہیں تھا کہ موصوف خیر سے ہمارے پڑوسی بھی ہوتے ہیں۔ میں تو بھول بھی گئی تھی مگر اسے یاد رہا' کتنی عجیب سی بات ہے ناں۔"

"اس میں عجیب کیا' دھرتی پر تمہارے جیسے خبطی کم تو نہیں ہیں' ابھی بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔" صالحہ نے یوٹرن لیتے ہوئے گاڑی الفیصل کے سامنے روک دی۔

"کیا کہا؟" رانیہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں... کچھ نہیں پیاری رانیہ شاپنگ کرنے چلیں۔" صالحہ نے لہجے کو شیرینی سے بھرپور بناتے ہوئے کہا تو رانیہ بس دانت پیس کر رہ گئی۔ صالحہ کی چوائس کی چیزیں لیتے لیتے تو گویا دانتوں تلے پسینہ آ گیا تھا' اتنی مشکل چوائس۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"علی انس خدا تمہارے حال پر رحم کرے' مجھے تمام عمر تم سے بے تحاشا ہمدردی رہے گی مگر افسوس میں تمہیں بچا نہیں سکتی' تم نے خود اس اوکھلی میں سر دیا ہے۔" اس کے ساتھ گھومتے گھومتے رانیہ تھک کر ایک اسٹول پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ہیں... میری دوست ہو کر مخالف گروپ کے ساتھ ہمدردی' اس غداری کی تمہیں کیا سزا دی جائے لڑکی!" صالحہ مسکرا اٹھی۔

"کچھ کھلا پلا دے یار! مار دیا آج۔" رانیہ نے دہائی دی تو وہ مسکراتی ہوئی سر ہلاتی اسے لیے گراؤنڈ فلور پر بنے فوڈ کارنر کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ شکر کرو کہ میری مرضی کی سب چیزیں یہیں سے مل گئیں ورنہ دوسری مارکیٹیں جاتے تو کیا حال ہوجاتا تمہارا۔"

"اس خوش فہمی میں مت رہو کہ آئس کریم کے ایک کپ کی خاطر میں اتنی خواری برداشت کرتی' بیچ سڑک پر چھوڑ کر چلی جاتی۔" رانیہ نے گویا اسے چڑایا۔

"جاتے تو تمہارے اچھے بھی' بہرحال اچھا سا آرڈر کرو واقعی تھکاوٹ ہوگئی آج تو۔" صالحہ نے ٹیبل منتخب کی اور بیٹھتے ہوئے بولی تو رانیہ بھی مسکرانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

رات میں اپنے بستر پر لیٹتے ہی اسے اپنے پرس میں رکھی کتاب کا خیال آیا اور ساتھ ہی سارا منظر نگاہوں کے سامنے واضح ہوگیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"دنیا میں ابھی بھی سلجھے ہوئے لوگ موجود ہیں۔" کتنا کیوٹ سا انداز تھا اس کا' کوئی اور دیکھتا تو شاید اسے اس میں کچھ قابل اعتراض لگتا مگر رانیہ جان گئی تھی کہ وہ جو کوئی بھی تھا اسی کی طرح کتابوں سے شغف اور محبت رکھنے والا انسان ہے۔ یہ کتاب یقیناً رانیہ کے لیے بھی خصوصی اہمیت رکھتی تھی۔ اپنے کاموں اور اسٹڈی میں الجھ کر وہ بھول ہی گئی تھی لیکن اسے یاد تھا اور نہ صرف یاد تھا بلکہ اس نے کتاب Avail کرکے اس تک پہنچا دی تھی۔ اس نے پرس سے کتاب نکال لی اور بستر میں گھس کر پوری توجہ اور دلچسپی سے پڑھنے لگی' ایک ایک لفظ لکھنے والے نے جیسے موتی پروئے تھے' صبح کی اذان کی صدا کانوں میں پڑی تو وہ چونک گئی۔ ساری رات بیت گئی اور اسے خبر تک نہ ہوئی ایک پل کو بھی نیند نے اس کی پلکوں کو نہیں چھوا تھا۔ محبت کا ایک نو کھا روپ دل کو چھو لینے والا اس قدر پاکیزہ رشتہ... اس پر جیسے محبت منکشف ہونے لگی۔ محبت جس میں آنسو ہیں' آہیں ہیں۔ محبت جس میں کہیں کانٹے ہیں تو کہیں پھول ہی پھول... کہیں خوشبوئیں تو کہیں دھنک کے ساتوں رنگ۔ محبت جو غم و اندر سے شکستہ کر دیتی ہے تو کبھی ایک نشاط بے پناہ سے شگفتگی کا احساس عطا کرتی ہے۔ محبت کا ہر ورق اپنے ہونے کا یقین ہے' طاقت ہے تاثیر ہے' محبت جس میں عجیب سی سپردگی ہے اور کہیں عجیب سا گریز۔ کہیں خود کو فنا کر دینے کا جذبہ تو کہیں سب سے خود کو چھپا کر رکھ لینے والا گریز۔ رانیہ کو لگا شمس کی ساری درویشی اس کے اندر سما گئی۔ کس قدر گریہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کیا تھا انہوں نے ایک ساتھی کے لیے اور پھر ربّ نے ایک باقدر خطیب رومی جیسا ساتھی انہیں نواز دیا۔ یہی محبت تھی... یہی محبت کی اصل صورت اصل رنگ تھا۔ رانیہ نے کتاب بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور بستر سے اٹھ گئی۔ وضو کرکے نمازِ فجر ادا کرکے جب وہ اپنے ربّ کے حضور ہاتھ پھیلا کے بیٹھی تو اسے حیرت سی ہوئی۔ اس کے پاس مانگنے کے لیے کچھ نہ تھا' کوئی انسان جس قدر اپنی زندگی کے لیے طلب کر سکتا ہے وہ سب ہی کچھ تو تھا اس کے پاس۔ ربّ عظیم نے اگر اسے ماں کے سائے سے محروم کیا تھا تو انابی کی صورت ممتا کا نعم البدل بھی عطا کر دیا تھا۔ ہاں وہ اپنی دعاؤں میں دوسروں کے لیے بہت کچھ مانگ سکتی تھی' مانگتی تھی۔ ہر ایک کا بھلا چاہتی تھی' سب کے سکھ اور سکون کی طلب گار تھی' دعا مانگنا شروع کی تو جانے کیسے شمس کا گریہ دھیان میں آ گیا۔ وہ بھی سب کے لیے سب کچھ مانگا کرتے تھے مگر اپنے لیے صرف ایک ساتھی ایک مزاج آشنا کی طلب ہوسکتی تھی ان میں اور بے شک روبی کو پاکر ان کی طلب شانت ہوگئی تھی یہ الگ بات کہ ان کے قرب میں آ کر اس نے تصوف اور معرفت کی جو حسین رنگ آمیزی دیکھی اور جس قدر محبت کا اخلاص پایا وہ انہیں ایک جید عالم اور متاثر کن شاعر بنا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اس دن شام میں وہ اپنے پھولوں کی کیاری کے پاس اس ہی طرح نیچے گھاس پر بیٹھ گئی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جان بوجھ کر' ان دیکھی آنکھوں کا حصار شمس کے فلسفے کی طرح اسے محسوس ہونے لگا تھا۔ اسے یہ لمس اچھا لگنے لگا تھا' اب وہ چونکتی نہیں تھی بس گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بازوؤں پر چہرہ ٹکائے خاموش بیٹھی رہتی تھی۔ اسے یوں لگتا تھا کہ وہ اگر تا زندگی یونہی بیٹھی رہے گی تو تا زندگی یہ نرم گرم سا پُرحدت نگاہوں کا لمس اس کے چہرے پر دہکتا رہے گا۔ یہ جاننے کی کوشش بے کار ہی تھی کہ کون تھا وہ؟ مگر کہیں نہ کہیں تو تھا اس کی نگاہوں کی دست بُرد سے دور مگر اس کے چہرے پر اپنی نگاہوں کو ٹکائے' کبھی رانیہ کو لگتا کہ یہ سب Fourteen Fules of Love کا کیا دھرا ہے کہ وہ ایک ان دیکھے جال میں خود کو مقید پانے لگی ہے اور کبھی اسے لگتا کہ ایک ان دیکھا استاد ہے جو اس کی انگلی تھامے اسے ان جانی راہوں پر لیے چلا جارہا ہے اور وہ کسی فرماں بردار شاگرد کی طرح بس اس کی انگلی تھامے اس کے پیچھے سر جھکائے چلی جارہی ہے۔ اس کی کھوئے کھوئے رہنے کی کیفیت کو صالحہ اور سلمٰی نے بہت شدت سے محسوس کیا تھا لیکن وہ ان سے کچھ بھی شیئر نہیں کرسکتی تھی۔ وہ اس کی بہترین دوست تھیں لیکن یہ بات اگر وہ ان سے شیئر کرتی تو یقینا وہ اس پر بہت ہنستیں کہ اس قدر فاسٹ ٹیکنالوجی کے دور میں اس طرح کے خیالات دقیانوسی اور فرسودہ ہی قرار دیئے جاسکتے تھے۔ آج کل کے دور میں محبت کہاں اتنی مشکل رہی تھی موبائل پر رانگ نمبر سے میسج آیا ریپلائے دیا اور کہانی شروع۔ بے جان محبت جس میں اب سوائے الفاظ کے لین دین کے کچھ بھی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نہیں بچا تھا۔ چار دن بعد جی بھر گیا تو لڑکا لڑکی دونوں ہی اپنی اپنی راہ ہولیے' ایک نئی محبت ایک نئے ساتھی کی چاہ میں... ایسے دور میں بھلا نگاہوں کی مقدس زبان کی کیا حیثیت و وقعت... مگر وہ شاید فرسودہ اور پرانے خیالات ہی کی مالک تھی۔ بڑھی روح جس کے اندر ایک سچے جذبے کی آرزو تھی۔ انابی کچھ دنوں سے محسوس کررہی تھیں کہ رانیہ وہ پہلے والی رانیہ نہیں رہی کچھ تھا جو اسے اندر سے بے چین کیے دے رہا تھا۔ صالحہ کی منگنی بھی اس نے بہت بے دلی سے اٹینڈ کی تھی۔ نہ چوڑیاں پہنیں نہ مہندی لگائی' نہ ڈھنگ سے تیار ہوئی حالانکہ اس نے سلمٰی کے ساتھ مل کر اس موقع کے لیے کتنے بہت سے پلان بنائے تھے اگر وہ پہلے والی رانیہ ہوتی تو علی انس کا ناطقہ بند کردیتی مگر سارے فنکشن کے دوران وہ کچھ کھنچی کھنچی سی ہی رہی تھی۔ سلمٰی کے استفسار پر سر درد کا بہانہ بناکے بیٹھی رہی تھی اور فنکشن ختم ہوتے ہی گھر آگئی تھی۔ وہ سب کے سامنے بہانے بناسکتی تھی مگر انابی کی ممتا بھری گہری آنکھوں سے خود کو اوجھل نہیں رکھ سکتی تھی۔

"رانی بیٹا! میں آسکتی ہوں؟" وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز تھی جب انابی نے کمرے میں جھانکا' وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"آجائیں انابی! آپ کو اپنی بیٹی کے کمرے میں آنے کے لیے اجازت کی ضرورت کب سے ہونے لگی؟" انابی مسکراتے ہوئے اندر آئیں اور اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ کر بغور

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کو دیکھنے لگیں۔

"رانی بیٹا! ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم اپنی بٹیا کو اتنا چاہتے ہیں اس قدر دوستی ہے ہماری کہ ہم میں کبھی بھی کوئی فاصلہ نہیں۔" انابی نے کہا تو رانیہ نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ "دعویٰ تھا... کیا مطلب انابی! ہم دونوں بہت اچھے دوست تھے اور ہیں۔"

"پھر یہ فاصلہ کیوں؟ رانی بیٹا آپ نے اپنے اور اپنی انابی کے درمیان یہ کیسی اجنبیت پیدا کرلی ہے۔ ایسی کون سی الجھن ہے جو آپ ہمیں نہیں کہہ سکتیں؟ ہمیں بتا کر آپ اپنے دل کا بوجھ ہلکا نہیں کرنا چاہتیں۔ دیکھو بیٹا! اماں کا دامن محبت اپنی اولاد کا ہر دکھ سمیٹنے کی وسعت رکھتا ہے یا پھر آپ ہمیں اس قابل نہیں سمجھتیں؟"

"ایسا نہیں ہے انابی! میں نے آپ کو ماں کہا ہی نہیں' بلکہ دل سے سمجھا بھی ہے شاید اماں ہوتیں تو بھی مجھ سے اتنا پیار نہ کرتیں جس قدر پیار میں نے آپ سے پایا۔ مجھے خود پتا نہیں انابی کہ آخر میں کیا چاہتی ہوں' کون سی الجھن ہے جو میرے اندر بے چینی پیدا کیے ہوئے ہے۔میرا وعدہ ہے انابی جب مجھے سمجھ آگئی تو سب سے پہلے آپ کو ہی بتاؤں گی۔" انابی کے گرد بازو حمائل کرکے اس نے اپنا سر ان کے مشفق سینے میں چھپا لیا۔خود سے متعلق ہستیوں کو دکھ دینے کا یا ان کو نظر انداز کرنے کا تو وہ خیال میں بھی نہ سوچ سکتی تھی۔ مگر یہ بے ایمان دل خدا جانے اس سے کیا کروانا چاہتا تھا۔ کیسی کشی پر تلا ہوا تھا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

☆☆☆☆☆☆☆

شام میں وہ اپنی من پسند جگہ ابھی آ کر بیٹھی ہی تھی کہ گیٹ کھلا ایک بے حد نفیس سی خاتون اور بزرگ اندر داخل ہوئے۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"السّلام علیکم!" جھٹ سے دوپٹہ سر پر اوڑھتے ہوئے اس نے سلام کیا' خاتون نے مسکرا کر جواب دیا۔

"بیٹا گھر میں کوئی بڑا موجود ہے۔" بزرگ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر سوال کیا۔

"جی انکل آیئے۔" وہ دونوں کو ہمراہ لیے کوریڈور کے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اس نے انابی کو ان کے بارے میں بتایا اور خود اپنے کمرے میں چلی آئی۔ کمپیوٹر آن کرکے جو بیٹھی تو پھر وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔مغرب کی اذان کی صدا پر وہ چونکی اور ساتھ ہی خود پر غصہ آیا' کتنی بُری بات تھی جانے کون لوگ تھے بے چاری انابی اکیلے ہی کام نمٹا کر کتنی تھک گئی ہوں گی۔ اس نے کمپیوٹر آف کیا اور باہر نکل آئی' انابی تخت پوش پر نماز میں مصروف دکھائی دیں۔ کچن میں آئی تو سنک میں برتنوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اس نے جلدی سے برتن دھوئے' بابا بھی آنے والے تھے۔ خیال آتے ہی اس نے سوچا دو چار روٹیاں بھی ڈال لے کہ انابی بڑبڑاتی کچن میں داخل

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہوئیں۔

"غضب خدا کا' لوگ کیسے بنا جانے بوجھے ہی چل پڑتے ہیں' حد ہی ہوگئی۔" یقینا ان کا موڈ خاصا خراب تھا' رانیہ چونکی۔

"کیا ہوا انابی؟"

"کچھ نہیں بیٹا! تمہارے بابا آجائیں تو ان سے بات کروں گی لو بھلا کیا تک تھی یہ۔" وہ آدھی بات اس سے کرکے پھر بڑبڑانے لگیں۔ ایسا کبھی کبھی ہی ہوتا تھا کہ ان کا موڈ اس طرح آف ہوجائے' آج پتا نہیں کیا ہوا تھا جو ان کو اتنا ناگوار گزرا تھا۔

"بابا آئے تو انابی نے بمشکل ان کے کھانا کھانے کا انتظار کیا جیسے ہی رانیہ چائے بنا کر لائی انابی نے اسے کمرے میں جانے کا حکم صادر کیا۔ رانیہ کے کان کھڑے ہوئے یقینا جو بات بھی تھی اس سے متعلق تھی۔ جو انابی اچانک ہی جیمز بانڈ کی طرح مشکوک سی ہوئی تھیں۔ رانیہ کو کھد بد تو بہت لگی مگر انابی اور بابا کی باتیں چھپ کر سننا اسے بے حد غیر اخلاقی لگا سو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"کیا مسئلہ ہے انابی! آپ کیوں اس قدر پریشان ہیں؟"

"حیدر بیٹا میں بہت پریشان ہوں۔"

"تو میں بھی تو یہی پوچھ رہا ہوں انابی کہ آپ کیوں پریشان ہیں' آپ کچھ بتائیں گی تو مجھے پتا چلے گا نا۔" بابا نے بہت نرمی سے مسکراتے ہوئے ان کی طرف دیکھا جو خاصی بے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

چین سی تھیں۔

"آج شام ہمارے گھر میں پڑوس سے رضا صاحب اور ان کی بیوی آئے تھے۔" وہ رکیں بابا نے صبر سے ان کی مزید گُل افشانی کا انتظار کیا۔

"اپنی رانیہ کے رشتے کے لیے..." آخر کار وہ بات مکمل کرنے میں کامیاب ہو ہی گئیں' بابا نے سکون کا سانس لیا۔

"آپ نے تو ڈرا ہی دیا تھا انابی! یہ تو ہونا ہی ہے ظاہر سی بات ہے ہماری بیٹی کب تک ہمارے پاس رہے گی ایک نہ ایک دن تو اسے رخصت ہوکر جانا ہی ہے۔ آپ اگر اس قدر پریشان ہوں گی تو میرا حوصلہ بھی ٹوٹ جائے گا انابی!" بابا کی آنکھوں میں بھی ہلکی سی نمی تیر گئی۔

"پریشانی کی بات یہ نہیں کہ رانی بیٹا کا رشتہ آیا ہے' پریشانی کی بات یہ ہے کہ کیا ہماری بیٹی کے لیے ایسے آدھے ادھورے لڑکے کا رشتہ ہی رہ گیا تھا' یہ کوئی نیک شگون نہیں حیدر بیٹا کہ پہلا رشتہ جسے اللہ کی رحمت کہا جاتا ہے ایسا آیا۔" انابی کی پریشانی کی وجہ اب سامنے آئی۔

"آدھا ادھورا... کیا مطلب انابی! مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی آخر آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" بابا الجھ ہی تو گئے تھے۔

"وہ اپنے معذور بیٹے کے لیے رانیہ کا رشتہ مانگنے آئے تھے' بتا رہے تھے کہ ان کے بیٹے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

نے انگریزی ادب میں ایم اے کر رکھا ہے۔لاکھوں کا کاروبار ہے اس کا' دو بڑے بیٹے شادی کرکے ملک سے باہر سیٹل ہیں یہ سب سے چھوٹا ہی رہتا ہے' شادی کے بعد ماں باپ نے اسی کے ساتھ رہنا ہے۔ پیدائشی قوتِ گویائی سے محروم ہے۔'' انابی کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی۔

''اوہو انابی! آپ بھی حد کرتی ہیں بھئی رشتہ ہی تو مانگا ہے اگلی بار آئیں تو سہولت سے انکار کر دیجیے گا کوئی بھی معقول بہانہ بنا دیجیے گا کہ رانیہ ابھی پڑھ رہی ہے وغیرہ تا کہ ان کی عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو اور دکھ بھی نہ پہنچے۔'' بابا قدرے مسکرائے۔

''بیٹی والے گھر میں ہر طرح کے رشتے آتے ہیں انابی! ضروری نہیں ہوتا کہ ہر رشتہ بے حد اچھا ہو ہماری بیٹی کی عمر کون سی نکلی جارہی ہے جو آپ پریشان ہورہی ہیں۔ ربّ پاک نے چاہا تو ہماری بیٹی کا رشتہ بہت اچھی جگہ ہوجائے گا' بس آپ دعا کیا کریں۔''

انہوں نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگالیا۔

''اللہ کرے حیدر بیٹا ایسا ہی ہو۔ ربّ کی رضا اور خوشی کے ساتھ ہماری بچی سکھ کی زندگی پائے۔'' انابی نے دل سے دعا مانگی اور مالکِ حقیقی کی رضا اور خوشی کیا تھا وہ آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

''انابی... آپ سے کچھ پوچھوں۔'' وہ اس وقت نیچے کارپٹ پر بیٹھی تھی اور انابی اس کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سر میں تیل لگارہی تھیں۔

''پوچھیں رانی بیٹا؟''

''کل آپ کا موڈ کیوں آف تھا انابی!'' اس کے بالوں میں حرکت کرتی انابی کی انگلیاں پل بھر کو رک گئیں۔ ''کل وہ جو خاتون اور بزرگ آئے تھے وہ کون تھے انابی؟''

''وہ پڑوس سے آئے تھے رضا علی نام تھا ان کا اور خاتون ان کی بیگم تھیں۔''

''وہ کیوں آئے تھے انابی؟'' اس نے سوال کیا انابی خاموش رہیں۔ ''انابی! اب آپ دوستی کے رشتے کا خیال نہیں کررہیں' ہم اچھے دوست ہیں ناں تو پھر بتایئے انابی! کل آپ ان کے آنے کے بعد اتنی پریشان کیوں تھیں؟''

''بیٹا! میرا خیال ہے آپ اپنے آپ کو ان باتوں سے الگ ہی رکھیے تو اچھا ہے۔'' انابی نے مبہم سا جواب دیا تو رانیہ نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھا۔

''کس قسم کی باتیں انابی؟''

''آپ ابھی چھوٹی ہیں معاملات کو سمجھنا اور ان کے مطابق سوچنا ابھی آپ کو ٹھیک طرح نہیں آتا۔''

''انابی! میری عمر بیس سال ہوچکی ہے' میں اتنی چھوٹی نہیں کہ کچھ سمجھ نہ پاؤں آپ پلیز بتایئے ناں۔'' اس نے اصرار کرنے کے ساتھ ہی انابی کا ہاتھ تھام لیا۔

''وہ لوگ اپنے معذور بیٹے کے لیے آپ کا رشتہ لے کر آئے تھے رانی بیٹا! میں نے آپ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کے بابا سے پوچھ لیا ہے کچھ دن تک وہ لوگ آئیں گے تو انہیں انکار کر دیں گے۔'' انابی نے اسے بتایا تو رانیہ چونک اٹھی۔

''کیا معذوری ہے ان کے بیٹے میں۔''

''پیدائشی بولنے کی صلاحیت سے محروم ہے' ویسے تو پڑھا لکھا ہے' دیکھا تو نہیں میں نے اسی وجہ سے بات آگے نہیں بڑھائی کہ جب رشتہ کرنا ہی نہیں تو کیا پوچھ گچھ کی جائے۔'' انابی تیل کی بوتل اٹھا کر اسٹور روم کی طرف چل دیں۔ رانیہ کی پُرسوچ نگاہوں نے ان کا پیچھا کیا تھا اس نے بکھرے بالوں کو سمیٹ کر بے ترتیب سا جوڑا بنایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اگلے ایک دو دن انابی نے دیکھا کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ خاموش اور الجھی الجھی سی رہی نہ کالج گئی نہ کمپیوٹر آن کیا۔ ہاں پہروں اپنے پھولوں کی کیاری کے پاس بیٹھی رہتی۔ شام گئے تک جب انابی نے اسے وہیں بیٹھا دیکھا تو بے حد پریشان ہوگئیں۔

''ارے بچی! شام کو پودوں کے پاس نہیں بیٹھتے' اٹھ جاؤ میرا بچہ شاباش۔'' انابی کے آواز دینے پر وہ اٹھ کر اندر آ گئی۔ رات میں کھانے کے بعد بابا لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی پر نیوز دیکھ رہے تھے جب وہ ان کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

''کیا بات ہے بابا کی جان! آج کل بہت خاموش خاموش ہو' کیا بات ہے جو میرے بچے کو پریشان کیے ہوئے ہے۔''

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

''بابا میں ایک بات سوچتی ہوں۔'' رانیہ نے بابا کے کندھے سے سر ٹکا کر پُرسوچ سے انداز میں کہا تو بابا نے بے حد شفقت سے اس کا سر تھپکا۔

''کیا بابا سے شیئر کرنا پسند کرو گی؟''

''بابا میں سوچتی ہوں ہم ہر روز دنیا کے معاملات و مسائل پر کتنی گفتگو کرتے ہیں' کتنا جلتے کڑھتے ہیں' دوسروں پر انگلی اٹھانا' انہیں بُرا بھلا کہنا شکوے شکایات کرنا' یہی ہماری عادت ہے لیکن کیا ایسا ممکن نہیں کہ جو اچھائی ہم دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہیں جو بہتری ہم دنیا میں لانا چاہتے ہیں اس کی ابتدا ہم اپنے گھر سے کر کے دیکھیں۔'' اس کے لہجے میں محسوس کی جانے والی پختگی تھی۔ بابا نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

''کیوں نہیں کر سکتے بیٹا! یقینا سب کچھ ٹھیک نہیں کیا جاسکتا مگر اپنے حصے کا ایک چراغ روشن کیا جاسکتا ہے۔ ایک بھلائی ایک بہتری' ایک اچھائی کی جاسکتی ہے بیٹا''!

''تو پھر بابا میری خواہش ہے کہ رضا علی صاحب کو انکار نہ کیا جائے۔'' اس نے سر جھکا کر اپنی بات کہہ ڈالی بابا حیرت زدہ ہی تو رہ گئے۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آیا تھا۔ انابی الگ حیرت آمیز صدمے کا شکار یک ٹک اس کی طرف دیکھے گئیں' انہیں رانیہ سے اتنی بڑی توقع ہرگز نہ تھی نہ ہی وہ اس ٹمپرامنٹ کی لڑکی تھی۔

''دیکھو رانیہ بیٹا! پوری زندگی کے فیصلے اس طرح جلد بازی میں نہیں کیے جاتے۔ ابھی آپ ہمدردی سے سوچ رہی ہیں لیکن کل آپ کو اپنے اس فیصلے پر پچھتاوا نہ ہو۔'' انابی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بے چاری بوکھلا سی گئیں انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کس طرح کچھ بولیں' ایسا کیا کہیں جو رانیہ بی بی کو اس کے فیصلے کے غلط ہونے کا یقین دلادے۔

''بابا ہم کسی کو ایک ایسی خامی پر رد کردیں جس میں ذرّہ برابر بھی اس کا قصور نہیں' کیا خدائے بزرگ و برتر کی ناراضگی کا سبب نہیں ہو گا گر کل آپ میرے لیے ہر لحاظ سے مکمل اور بہترین رشتہ قبول کرلیں اور بعد میں وہ کسی اخلاقی یا شرعی عیب میں مبتلا نکلے تو کس کو قصور وار ٹھہرائیں گے۔ میں جانتی ہوں میری ذات سے منسلک آپ نے اور انابی نے بہت سے خواب دیکھے ہوں گے مگر بابا یہ میری خواہش ہے ۔ میں خدا کے چنے ہوئے لوگوں میں سے ہوں اس کے دھتکارے ہوؤں میں سے نہیں۔'' رانیہ کا چہرہ جھکا ہوا تھا' بابا کو اس وقت اپنی بیٹی پر بے پناہ پیار آیا۔

''ٹھیک ہے بیٹا آپ کی بات پر غور کیا جائے گا۔'' بابا نے اس کا سر تھپک کر کہا تو وہ مشکور سی نظروں سے ان کو دیکھتی وہاں سے اٹھ گئی۔

''حیدر بیٹا! وہ تو جذباتی ہے اس عمر میں کچھ الگ کرکے دکھانے کا جذبہ بچوں سے بہت کچھ الٹا سیدھا کروا دیتا ہے لیکن آپ تو ہوش کے ناخن لیں۔ زندگی بہت طویل ہوتی ہے' پوری زندگی ایک خاموش انسان کے ساتھ کس طرح گزارے گی' کچھ تو سوچیں۔'' انابی کو بابا کا اس طرح رانیہ کے حق میں ہوجانا ٹھیک نہیں لگا تھا۔

''بے شک انابی! آپ نے درست کہا لیکن میں ایسے لوگوں میں سے نہیں جو اپنی اولاد کو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اپنے جبر ی اور ناپسندیدہ فیصلوں کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں بظاہر اس ایک خامی کے سوا اس رشتے میں اور کوئی خامی نہیں۔ اچھے خاصے ویل آف لوگ ہیں' لڑکا بولنے کی صلاحیت سے محروم ہے لیکن خاصا پڑھا لکھا ہے۔میرا خیال ہے رانیہ کی بات مان لینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں اور پھر یہ جو نیکی کی طرف رغبت ہے یہ بھی تو آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ ہے کہ ہماری بیٹی خود غرض نہیں۔ آج کل کی اولادوں کی طرح سرکش اور من مانی کرنے والی نہیں ہمیشہ ہر قدم پر اس نے میری عزت اور آپ کی تربیت کا پاس رکھا' کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔'' بابا نے انابی کی طرف دیکھا۔

''نہیں حیدر بیٹا! کچھ غلط نہیں کہا آپ نے۔'' انابی ان باپ بیٹی کے دلائل کے آگے بے بس ہوگئی تھیں مگر اندر ہی اندر بہت ڈری ہوئی تھیں۔

''تو پھر اللہ کا نام لیجیے اور اس جمعے کو ان لوگوں کو باضابطہ رات کے کھانے کی دعوت دے دیجیے۔جس خدا نے بیٹی کی رحمت سے نوازا وہی اس کے مقدر کا کھوالا بھی ہے۔''

بابا نے بات ختم کردی' انابی نے بھی اثبات میں سر ہلایا اور وہاں سے اٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی شام رضا علی بمعہ اپنی بیگم کے آگئے تھے پُرتکلف کھانے کے بعد جب بابا نے اس رشتے کے لیے ہاں کی تو وہ دونوں ہی حیرت آمیز خوشی کا شکار ہوگئے۔ بابا نے ضریر رضا کے حوالے سے پتا کروا لیا تھا' وہ ہر لحاظ سے ایک بہترین لڑکا تھا اور فیملی بھی بے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

حد اچھی تھی' رضا علی اور رقیہ رضا کے کہنے پر رانیہ اورضریر کی منگنی کی بجائے نکاح کی تاریخ پکی کردی گئی۔ ایک ہفتے کے قلیل وقت میں نکاح کی تیاری کی گئی۔ بابا نے شادی کے لیے کسی بھی قسم کی کوئی شرط نہیں رکھی تھی لیکن رضا علی اور رقیہ نے اپنی رہائش کوٹھی رانیہ کے نام کردی اور چالیس لاکھ کا خطیر حق مہر مقرر کیا گیا۔ صالحہ اورسلمٰی کو جب پتا چلا کہ ان کا ہونے والا بہنوئی بول نہیں سکتا تو وہ تو جیسے سکتے میں آگئیں۔ لاکھ انہوں نے سر پٹخا رانیہ کو اس عمل سے باز رکھنے کی کوشش میں دور دور کی کوڑیاں لاتی رہیں لیکن رانیہ بس مسکرا کر ان کی طرف دیکھے گئی یقینا جس کو بھی علم ہوتا وہ اسی طرح بے چین ہوکر اسے سمجھانے دوڑتا لیکن کوئی اس کے اندر جھانک ہی نہیں سکتا تھا۔

شمس کا گریہ اس کے دھیان سے ہٹتا ہی نہ تھا ایک ساتھی' ایک محبت' ایک آہ اور بس... ان دیکھی آنکھیں اور ان کا لمس روح میں اندر کہیں ہوکنے سا لگتا تھا۔

''تم کچھ بولتی کیوں نہیں' فضول میں ہنس ہنس کر کیا دکھارہی ہو آخر کیا کمی ہے تم میں جو تم نے لیک گونگے کو اپنی زندگی کا ساتھی چن لیا۔'' صالحہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

''کوئی کمی بھی نہیں بظاہر اور بہت سی کمیاں ہوں گی میرے اندر۔ صالحہ! مکمل تو کوئی بھی نہیں نہ تم نہ میں نہ ہی کوئی اور تم بھی دوسرے مادیت پسندوں کی طرح محدود

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

دائرے میں رہ کرمت سوچو پلیز' مجھے اپنے اس عمل پر کوئی پشیمانی نہیں۔ میں خوش ہوں۔'' اس نے حتمی انداز میں کہہ کر اسے خاموش کرادیا۔

نکاح کے جوڑے اور دیگر اشیاء کی خریداری کے لیے رقیہ رضا اسے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھیں لیکن اس نے سب کچھ ان کی چوائس پر چھوڑ دیا۔ صالحہ نے سنا تو سر پیٹ لیا۔

'ابھی سے انہیں احساس دلادو کہ تم حلوہ ہو تا کہ انہیں ہضم کرنے میں آسانی ہو' اپنا بھی کچھ منواؤ گی کہ نہیں۔'' مگر رانیہ کی وہی مسکراہٹ تھی جو اس کا جی جلادیتی تھی۔

''بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا وہ ضریر رضا۔'' اس نے ایک دھموکا رانیہ کے جڑ دیا لیکن نکاح کے دن جب اس کے پارلر جانے سے پہلے اس کی جیولری اور اس کا ڈریس آیا تو سب ہی کی آنکھیں چندھیا سی گئیں۔سفید لمبی فراک جس کے پرپل بارڈر پر سلور کورے کا بھاری کام تھا۔ ساتھ میں وائٹ گولڈ کی بھاری جیولری اور بہت ہی نفیس سی سلور پنسل ہیل کی سینڈل۔

ان سب چیزوں کے ہمراہ بیوٹیشن کی مہارت نے اسے کسی پسرا کا سا الوہی روپ دے دیا تھا۔نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی وہ جب اسے سٹیج پر لاکر بٹھایا گیا تو انابی نے چپکے سے اس کی نظر اتارلی۔ کیسی موہنی اور معصوم صورت تھی اس کی نکاح کی تقریب شروع ہونے سے قبل ضریر رضا کو اس کے پہلو میں لاکر بٹھایا گیا تو وہ خود

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میں سمٹ سی گئی۔ ایجاب و قبول کی رسم ادا ہو گئی' مبارک سلامت کے شور کے دوران ضریر رضا کے بھاری ہاتھ نے اس کا مومی ہاتھ ایک پل کو تھاما اور پھر چھوڑ دیا۔ کیا کچھ نہ تھا اس لمس میں' اپنے ساتھ کا یقین' بھروسا' مان' محبت' احساسِ ملکیت' احساس تفاخر... اسے ضریر رضا کی خاموش زبان سے کہی ہر بات سمجھ آ گئی۔ دل بے تاب سا ہو کر دھڑ کا اور اس نے آنکھیں اٹھا کر پہلی بار اس شخص کو دیکھنا چاہا جسے بنا دیکھے اپنی زندگی میں شامل کرتے ہوئے بہت سے لوگوں کو جوابدہی کی تھی اس نے۔ اسپیکٹیکلز کے پیچھے سے جھانکتی متاثر کن آنکھیں جن میں محبت و استحقاق نے عجب سا رنگ بکھیر دیا تھا اور گھنی مونچھوں تلے مسکراتے لب' اس نے گھبرا کر نظریں جھکا دیں۔ صالحہ جب اس کے قریب بیٹھی تو خاصی بے دردی سے اس کے پہلو میں کہنی مار کر بولی۔

"کب سے چل رہا تھا یہ چکر' اب سمجھ آئی کہ موصوفہ کو اتنے ایٹی کیٹس کا خیال کاہے کو آ رہا تھا اور جب میں نے پوچھا تو جھٹ سے کہہ دیا میں نہیں جانتی۔ جھوٹی... بے ایمان..." وہ دانت کچکچا رہی تھی' تبھی ضریر نے اس طرف توجہ دی' صالحہ کا دانت پیستا لہجہ بخوبی سن لیا تھا اس نے' اپنی جیب سے پین نکال کر اس نے کاغذ پر کچھ لکھا اور صالحہ کو دے دیا۔ صالحہ نے وہ کاغذ مٹھی میں دبایا اور وہاں سے اٹھ گئی۔ کھانا شروع ہوا اور ساتھ ہی فوٹو سیشن کا سلسلہ بھی' وہ تین چار گھنٹے سے اتنے بھاری

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کپڑوں کے بوجھ سمیت بیٹھے بیٹھے تھک گئی تھی۔

"رانیہ تقریب تقریباً ختم ہونے کو ہے' فوٹو سیشن بھی ہو چکا ہے۔ انابی کہہ رہی ہیں تمہیں تمہارے کمرے میں پہنچا دوں' تم تھک بھی گئی ہو گی' آجاؤ۔" صالحہ او سلمٰی اسے سٹیج سے اتار کر اندر لے گئیں۔

"تم بیٹھو ہم تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے آئیں۔" وہ باہر نکل گئیں۔ کتنے قلیل وقت میں تد گی کتنے عجیب رنگ لے کر آئی تھی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس قدر جلدی کوئی اس کی زندگی میں شامل ہو جائے گا اس نے اپنی چوڑیوں بھرے مہندی رنگے ہاتھوں پر نظریں ٹکا لیں۔

"آہم..." ہلکی سی کھنکارنے کی آواز پر وہ پلٹی دروازے کے بیچوں بیچ ضریر رضا ایستادہ تھا' بہت پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے اندر آنے کے لیے اجازت چاہی۔ رانیہ نے سر ہلا دیا وہ ابھی اس زبان میں گفتگو نہیں جانتی تھی جو ضریر رضا کی سمجھ میں آتی۔ اس نے کچھ اشارہ کیا تو ضریر رضا ہنس پڑا پھر ہاتھ کے اشارے سے اس نے اسے سمجھایا کہ وہ گونگا ہے مگر بہرہ نہیں ہے۔ وہ اس سے بات کر سکتی ہے' رانیہ قدرے جھینپ کر رخ پلٹ گئی۔

ضریر رضا نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور بغور اس کو دیکھا نظروں کی حدت سے رانیہ کے گال تمتمانے لگے' ضریر نے ایک کاغذ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کے ہاتھ پر رکھا' بہت دھیرے سے اس کی پیشانی چومی اور باہر نکل گیا۔ رانیہ کے حواس جیسے گم سے ہوگئے' ھڑکنیں اس طرح بے تاب ہوگئیں جیسے سینہ سے دل کو آزاد کردینے کے درپے ہوں۔ پاؤں سے جان نکلنے لگی تو وہ بے دم سی ہوکر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس کے قرب کا یہ ایک پرفسوں لمحہ اس کے حواس سلب کرگیا تھا۔ صالحہ اور سلمٰی کی کمینگی پر تین حرف بھیج کر اس نے ضریر کا تھمایا ہوا کاغذ کھولا۔

''رانیہ!

السّلام علیکم!

یقینا جب آپ ان حروف سے اپنی نگاہوں کو ہم کلام کریں گی اس وقت تک آپ رانیہ حیدر سے رانیہ ضریر بن چکی ہوں گی۔ حیرت سی حیرت ہے کہ جو کچھ سوچا تھا اسے اس قدر جلد ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ کچھ ماہ پہلے کی بات ہے میں نے ایک لڑکی کو پودوں سے باتیں کرتے دیکھا' کیا باتیں کرتی تھی کبھی سن تو نہیں پایا مگر وہ بلاناغہ پودوں کی کیاری کے پاس آبیٹھتی۔ میں مسلسل اس کو دیکھے چلا جاتا' کبھی کبھی وہ چونک کر یوں اِدھر اُدھر دیکھتی گویا میری نظروں کو محسوس کرجاتی' میں اس سے محض چند فٹ کے فاصلے پر اپنے گھر کی دوسری منزل کی کھڑکی سے اسے دیکھے جاتا۔ میں کوئی دل پھینک بندہ نہیں مگر اسے دیر تک دیکھے جانا میرا دل پسند مشغلہ تھا۔ پھر ایک دن وہ میرے سامنے کتابوں کی شیدائی بن کر آئی' میں اسے اپنے سامنے پاکر کچھ حیران سا ہوا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تھا۔ اس نے ایک کتاب کا نام لکھ کر مجھے دیا کہ یہ مجھے منگوادیں' میں اسے بتانا چاہتا تھا کہ یہ میری فیورٹ کتاب ہے میرے پاس موجود ہے مگر میں اسے بتا نہ سکا۔ بول جو نہیں سکتا تھا اس دن مجھے اپنی قوت گویائی سے محرومی بہت کھلی پھر اس لڑکی نے بہت دیر تک پودوں کے پاس بیٹھنا شروع کردیا۔ میں اسے دیکھے جاتا یہاں تک کے شام کے دھندلکے میں اس کا وجو کسی ہیولے کی مانند لگنے لگتا۔ مجھے محسوس ہوتا وہ میری نگاہوں کی زبان سمجھنے لگی ہے پھر ایک دن اچانک وہ سر راہ مل گئی میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا۔ میں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا مگر جب میں تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے تک گیا کتاب اٹھا کر واپس آنے تک یہی سوچ ذہن میں آتی رہی کہ پتا نہیں وہ رکی ہوگی یا مجھے خبطی سمجھ کر چلی گئی ہوگی۔ جب میں گیٹ سے باہر آیا تو میری حیرت سوا ہوگئی کیونکہ وہ وہیں کھڑی تھی۔ میں نے کتاب اسے تھمادی وہ کچھ حیران تھی پر مجھے اس کی حیرت سے زیادہ اس بات کی خوشی تھی کہ میں نے لیک کتاب دوست کو اپنی پسندیدہ کتاب کا تحفہ دیا تھا پھر میں نے اپنی ماما اور بابا دونوں کو اس لڑکی کے بارے میں بتادیا وہ میری خوشی کی خاطر اس کا رشتہ مانگنے چلے گئے لیکن جب واپس آئے تو خاصے ناامید تھے۔ وہ اپنے بابا کی ایک ہی بیٹی تھی' بن ماں کی بیٹی۔ جسے اس کے بابا نے ماں اور باپ بن کر پالا تھا' یقینی طور پر وہ اس کے لیے ایک مکمل شریک حیات چاہتے تھے ان کی یہ آرزو بے جا بھی نہیں تھی۔ میں بھی جانتا تھا کہ مجھ میں اتنی بڑی کمی ہے جسے نظر انداز

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کرنا کسی بھی لڑکی کے والدین کے لیے اس قدر آسان نہیں ہوگا مگر پھر بھی میں ایک کوشش ضرور کرنا چاہتا تھا۔ اس خاموش اجنبی لڑکی کے لیے جو کبھی کبھی زبان ہوتے ہوئے بھی میری طرح محرومِ گویائی تھی کسی سنگِ مرمر کے مجسمے کی طرح چپ... نہیں جانتا تھا کہ اس کی تلاش میں کہیں میرے نام کا پڑاؤ بھی آتا تھا یا نہیں مگر میں نے بہت سے لمحے اس کے ساتھ جیئے تھے۔ مجھے لگتا تھا میں رومی ہوں اور وہ میرے لیے شمس' اس کا ساتھ مجھے بہت کچھ عطا کرسکتا تھا سو میں اسے پانے کی تگ و دو میں لگ گیا۔ نصیب شاید مجھ پر مہربان تھا' ربّ کریم نے اس سے ملنے کی سبیل عطا کردی۔ ماما' بابا کی خالی جھولی میں وہ گوہر نایاب ڈال دیا گیا جس کے ملنے کی توقع اور امید تک نہ تھی۔ میں ربّ عظیم کے حضور لاکھ بار شکر گزار ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی شکر گزار ہوں رانیہ ضریر رضا! ہر قدم آپ کے ساتھ کا متمنی و خواہش مند۔

آپ کا ضریر"!

رانیہ کو پتا ہی نہ چلا کب اس کی آنکھیں بھیگ گئیں' محبت نے کس طرح اسے اپنے دامن میں سمیٹا وہ جان ہی نہ پائی۔ اب اسے احساس ہوا کہ کیوں وہ ان دیکھی نظروں کے حصار سے محبت کرنے لگی تھی' کیوں شمس کا گریہ اس کے اندر بھی مچلتا تھا کوئی تھا جو بہت شدت سے اس کی چاہ اس کی محبت میں مبتلا تھا اس کی ہوک اس کے دل کی تڑپ غیر مرئی لہروں کی صورت اس کے وجود پر اثر انداز ہوتی تھی جب جب وہ ناامید ہوتا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تھا وہ خود میں الجھی الجھی پھرتی تھی' آج جیسے سب کچھ اس پر منکشف ہو گیا تھا۔

مانا کہ میری روح میرے ساتھ ہو مگر
میرے دل و نگاہ سے مانوس بھی تو ہو
کب تک رہیں گے یوں ہی محبت میں فاصلے
اتنے قریب آؤ کہ محسوس بھی تو ہو

وہ زبان نہیں رکھتا تھا مگر اظہار کرنا جانتا تھا' اپنے سینے میں بے حد قیمتی دل جس کی ہر دھڑکن وہ اس کے نام کرچکا تھا پھر وہ کیوں نہ اس کی محبت پر ایمان لے آتی کیوں نہ اس کی محبت کو شرفِ قبولیت بخشتی۔ اس کے دل نے گویا عہد کرلیا کہ وہ بنا کہے اس کی آرزو کو جان لے گی' اس کی ہر بات سمجھ لے گی کہ وہ تو سر تاپا محبت تھا اور محبت کو کسی زبان کی کسی اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ محبت اپنا آپ منکشف کردینے کے ہر گُر سے آگاہ اور آشنا ہوتی ہے۔